روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۳۹ | اتوار - ۱۵ - محرم - ۱۴۱۵ھ ' ۲۶ - احسان ۱۳۷۳ ہش ' ۲۶ - جون ۱۹۹۴ء

مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردی جزوِ ایمان ہے

مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور ابناء جنس اور مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شئے ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

موت کیا دور ہے؟ جس کی پچاس برس کی عمر ہو چکی ہے۔ اگر وہ زندگی پالے گا تو دو چار برس اور پالے گا یا زیادہ سے زیادہ دس برس۔ اور آخر مرنا ہوگا موت ایک یقینی شے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں، مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بدبخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ عمر ہی تو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ حسرت لے کر دنیا سے کوچ کرے۔

(ملفوظات جلد اول ص ۴۲۷)

سانحہ ارتحال

○ مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب نائب ناظر مال آمد لکھتے ہیں۔

خاکسار کے ماموں مکرم عبدالکریم صاحب (برادر اکبر مکرم ماموں محمد عاشق صاحب سابق کارکن دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ) مورخہ ۱۵۔ جون ۹۴ء بوقت ۳۰-۹ بجے صبح بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے زائد تھی۔ اسی روز بعد نماز مغرب محلہ دارالیمن شرقی کے کھلے میدان میں مکرم احمد علی صاحب رانجھا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر میرے پھوپھا مکرم عبدالحمید آصف صاحب نے دعا کرائی۔

احباب سے مکرم ماموں صاحب موصوف کی بخشش اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

درخواست دعا

○ مکرم فاتح احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب مرزا کو خون کی کمی ہو چکی ہے۔ ۱۰ بوتل خون دیا گیا ہے لیکن اب تک جگر خون نہیں بنا رہا اور سنٹرل ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے۔

حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے۔ جو شخص تقویٰ کی جڑ تو نہیں رکھتا لیکن بظاہر ہزار قسم کی نیکیاں بجالاتا ہے۔ اسے فائدہ ہی کیا۔ کیونکہ اس سے وہ شاخیں نہیں پھوٹ سکتیں جو خدائے رحمان تک پہنچتی ہیں۔ نہ وہ پھل لگ سکتے ہیں جو پھل کہ دوسری صورت میں ان شاخوں کو لگا کرتے ہیں اور روحانی سیری کا موجب بنتے ہیں۔ اس مضمون کو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے (۔) ایک دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ "حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتا ہے۔ (آئینہ کمالات.....) ہر وہ پاک اعتقاد یا عمل صالح جو نور کے ہالہ میں لپٹا ہوا نہیں وہ رد ہونے کے قابل ہے اور رد کر دیا جاتا ہے لیکن جب انسان کا قول اور فعل تقویٰ کے نور کے ہالہ میں لپٹا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ کو وہ بڑا ہی پیارا اور محبوب ہوتا ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کی تشریح بھی کی ہے آپ ہی کے الفاظ میں اس مضمون سے متعلق ایک چھوٹا سا اقتباس میں نے لیا ہے۔ جو یہاں بیان کرتا ہوں آئینہ کمالات --- میں ہی آپ فرماتے ہیں۔

"اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے (۔) اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ (ایک فرقان تمہیں عطا کرے گا) وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی راہوں پر چلو گے یعنی وہ نور تمہارے افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہیں نورانی ہو جائیں گی غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔"

(از خطبہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء)

مکرم محمد محمود طاہر صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ایم اے ابلاغیات کے امتحان (۱۹۹۲ء) میں اول آنے پر سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد سے اورینٹ حمید نظامی یادگاری گولڈ میڈل حاصل کر رہے ہیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۲۶- احسان ۱۳۷۳ ہش ۲۶- جون ۱۹۹۴ء

کمزوری کا اعتراف

انسان کو جو سب سے بڑی غلطی لگتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو قوی اور با اختیار سمجھنے لگتا ہے۔ اس کی طرف کسی ذرا سی بھی کمزوری کا منسوب کیا جانا بھی اسے گوارا نہیں ہوتا۔ زبان سے اپنے آپ کو کمزور کہتا بھی رہے تو دل میں یہی سوچتا ہے کہ وہ دراصل کمزور نہیں ہے۔ سوچنے والوں اور غور کرنے والوں اور اپنے اعمال کے نتائج پر غور کرنے والوں کو تو یہ غلطی نہیں لگتی۔ لیکن کتنے لوگ ایسے ہیں جو سوچتے ہیں۔ غور کرتے ہیں اور اپنے اعمال کے نتائج کو پیش نظر رکھ کر اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ انسانی فطرت کی خامی ہے کہ وہ اپنی بعض خامیوں کو مانتا ہی نہیں اگر وہ مان لے تو اس کی زندگی کا لائحہ عمل ہی بدل جائے۔ اور وہ کامیابیوں سے زیادہ قریب ہو جائے معاشرے میں رہنے کا ایک فائدہ یہ بھی تو ہے کہ لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں کمزوری کو طاقت میں بدلتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو لوگوں کا باہمی تعلق بے معنی ہو کر رہ جائے۔

انسانی کمزوری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ کسی طاقتور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس کی مدد کا خواہاں ہو۔ انسان کو تو یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اور کیا ہو رہا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کون کونسی اشیاء اس پر کس کس طرح اثر انداز ہو رہی ہیں۔ کس چیز سے کس طرح بچا جا سکتا ہے یا کس چیز کے فائدہ کو اپنایا جا سکتا ہے اور معمول سے زیادہ مفید بنایا جا سکتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے ہیں) فرماتے ہیں۔
"انسان کمزور مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقاء کے سامان اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا۔ اور دعا کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ اور اس طرح پر اس کے لئے دعا کے لئے ایک جوش پیدا ہو گا"۔

دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان اپنے آپ کو کمزور محسوس کرے اور اس بات کا اعتراف کرے۔ یہیں سے دعا کا آغاز ہوتا ہے اور اسی طرح دعا میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان کی کمزوری ڈھانکی جانے لگتی ہے۔

ان سے مل کر سلام کہئے گا
ہے یہی اک پیام، کہئے گا
آپ کے واسطے دعا کرنا
روز و شب کا ہے کام، کہئے گا

ابوالاقبال

○

اس میخانے کی تاریخ میں ایسے موسم کم آئے ہیں
پیرِ مُغاں جب اپنے ہاتھ میں لے کر جامِ جم آئے ہیں

غم کے ماروں کے چہروں پر عرصے بعد خوشی دیکھی ہے
ہر کوئی یہ سمجھ رہا ہے میرا بانٹنے غم آئے ہیں

دل والوں کے دل کی دھڑکن میں آیا ہے اک ٹھہراؤ
امن و سکون اور مہر و محبت کا تھامے پرچم آئے ہیں

زخموں کے ناسُور تلک اک لہر سکینت کی پہنچی ہے
درد چنی ہے اک صدی کی لے کر کیا مرہم آئے ہیں

دل کے دروازے پر ہلکی سی ایک کھنک ہوئی دستک کی
میں نے پوچھا کون آیا ہے اور وہ بولے ہم آئے ہیں

کوئی تواضع، کوئی خیالِ خاطر ذوق کا ساماں قدسی
کوئی تازہ شعر سناؤ تیرے گھر محرم آئے ہیں

عبدالکریم قدسی

نادار اور یتیم بچوں کی تعلیم کیلئے
شعبہ امداد طلباء کے عطایا

شعبہ امداد طلبہ مستحق نادار اور یتیم طلبہ کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بآمد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلبہ مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلبہ ہے۔ براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(ناظر تعلیم)

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقینِ عمل

حضرت امام جماعت الثانی نے ۳۔ مارچ ۱۹۳۹ء کو "خدام الاحمدیہ نوجوانوں میں ذہانت پیدا کرنے کی کوشش کریں" کے موضوع پر دیگر امور کے علاوہ ایک واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

اس واقعہ سے تم سمجھ سکتے ہو کہ ایسے معاملات میں ہماری ذہنیتیں کس قسم کی ہو رہی ہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ سزا ذہن کو تیز کرتی ہے۔ اور جس طرح دنیوی انتظامات میں سزا دینا ضروری ہے اور اس سے قوم میں ایسا احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ لوگ غلطی سے حتیٰ الوسع بچنے لگ جاتے ہیں۔ اور ذہن تیز ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں عام طور پر یہ خیال کرتے ہیں کہ سزا دینا ایک ظلم ہے اور جن لوگوں سے غلطی ہوتی ہے خصوصاً جبکہ وہ اعزازی کارکن ہوں وہ اور ان کے دوست خیال کرتے ہیں کہ ایسے موقعہ پر صرف اظہار ندامت کافی ہونا چاہئے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے کاموں میں اپنے دماغوں کو پوری طرح نہیں لڑاتے۔ اور آہستہ آہستہ قوم کے ذہن کند ہوتے چلے جاتے ہیں اگر وہ ان کاموں میں سزا کو ضروری قرار دیتے تو ضرور احتیاط سے کام کرنے کے عادی ہو جاتے۔ اور ذہن تیز ہوتے جاتے۔

میں نے دیکھا ہے کہ جب کسی سے غلطی ہو اور اسے سزا دینے کی تجویز ہو تو بڑے بڑے لوگ فوراً اس کی سفارشیں لے کر میرے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون رحیم ہے مگر وہ بھی ایسے موقعہ پر سزا دیتا ہے۔ ذرا غور تو کرو اگر یہ اصول درست ہو اور قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہو تو قرآن کریم میں جو کچھ آخرت کے متعلق آیا ہے وہ کس طرح مضحکہ انگیز طور پر ایک تماشہ بن جائے۔ مثلاً اگر فرعون کو سزا ملنے لگے۔ اور حضرت موسیٰ کے ساتھی کھڑے ہو کر کہیں کہ حضور اس سے غلطی ہو گئی ہے اب یہ معافی طلب کرتا ہے۔ اسے اب معاف کر دیا جائے۔ تو کیا خدا تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔ اور کیا اس قسم کی معافی اس روحانیت کی تکمیل کا موجب ہو گی جو اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یا مثلاً جب ابو جہل کو سزا ملنے لگے تو رقعوں کا ڈھیر خدا تعالیٰ کے سامنے لگ جائے اور پندرہ بیس محضرنامے پیش ہو جائیں جن پر لوگوں کی طرف سے یہ درخواست ہو کہ اسے معاف کیا جائے۔ تو کیا خدا تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

اگر اس قسم کے رقعے آنے لگیں تو پھر تو خدا تعالیٰ کہے گا جب سب فیصلے تم نے خود ہی کرنے ہیں تو میں کس لئے یہاں بیٹھا ہوں اٹھاؤ دوزخ اور سب کو معاف کرو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کا کسی کو سزا دینا ظلم نہیں اور کسی کا کوئی حق نہیں کہ اس کے سامنے سفارش کرے تو کیا میں یا تم خدا تعالیٰ سے زیادہ رحم اپنے اندر رکھتے ہیں کہ ہم سزا کو ایک بلا اور عذاب تصور کرتے ہیں۔ یہ یقیناً دماغ کی کمزوری اور ذہانت کی کمی کی علامت ہے اور یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم سمجھتے ہی نہیں کہ سزا کیوں مقرر کی گئی ہے۔ سزا ایک بہت بڑے فائدہ کی چیز ہے سزا بنی نوع انسان کے لئے ایک رحمت کا خزانہ ہے۔ اگر یہ فائدہ کی چیز نہ ہوتی تو ہمارا خدا کبھی ملک یوم الدین نہ بنتا۔ ہمارا خدا کبھی قہار نہ بنتا۔ وہ صرف رحیم اور کریم ہی ہوتا۔ مگر وہ رحیم اور کریم ہی نہیں بلکہ شدید العقاب اور شدید البطش بھی ہے۔ پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ صرف میں منصف ہوں یا تم منصف ہو۔ لیکن ہمارا خدا ظالم ہے کیونکہ وہ بنی نوع انسان کو سزا بھی دیتا ہے اس سے زیادہ بے حیائی کا عقیدہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔ اور اسے زیادہ بے ہودہ بات اور کیا ہو سکتی ہے پس یقیناً مجرم کو سزا دینا ضروری ہے۔ یقیناً سزا کے بعد قوم ترقی کرتی ہے اور یقیناً سزا کے بغیر صحیح ذہانت پیدا نہیں ہوتی جب کسی کو علم ہو کہ اگر میں نے فلاں کام خراب کیا تو مجھے سزا ملے گی تو وہ اپنے دماغ پر زور ڈال کر ہوش سے کام کرے گا۔ تاکہ اسے سزا نہ ملے۔ اور جب وہ ہوش سے کام لے گا۔ تو وہ سزا سے بھی بچ جائے گا اور اس کا ذہن بھی تیز ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ذہانت پیدا کرنے کا پہلا ذریعہ محبت ہے۔ چنانچہ دیکھ لو ماں کس طرح ہر وقت اپنے بچے کا فکر رکھتی ہے۔ اس کا یہ فکر ہی اس کی ذہانت کا موجب ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کی ذہانت محدود ہوتی ہے۔ اور ذہین شخص کی ذہانت وسیع ہوتی ہے۔ ورنہ بے وقوف شخص بھی بعض دفعہ ایسے معاملہ میں آکر بڑا ذہین بن جاتا ہے۔ جس میں اس کا ذاتی فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ ذہین نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس کی ذہانت محدود اور وقتی ہوتی ہے۔ اسی طرح ماں بھی اپنے بچہ کے متعلق بڑی ذہانت سے کام لیتی ہے اور اس کی ہر ضرورت کا فکر رکھتی ہے۔ لیکن اس کی یہ ذہانت محدود ہوتی ہے۔ بہرحال ذہانت یا محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یا خوف سے پیدا ہوتی ہے۔ خوف کے وقت بھی انسانی ذہن خوب تیز ہو جاتا ہے۔ یا پھر تجربہ سے انسانی ذہن تیز ہو جاتا ہے۔ یہی چند امور ہیں جن کا ذہانت کے پیدا کرنے میں بہت بڑا دخل ہے۔ مگر جو محدود ذہانت ہو اس کا کسی خاص پہلو میں تو فائدہ ہو سکتا ہے مگر باقی امور میں نہیں۔ ایسا کوئی شخص گو اپنے فائدہ یا اپنے بچے کے فائدہ کے لئے بڑی ذہانت کا ثبوت دے گا مگر قوم کے لئے وہ مفید نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس کی ذہانت محدود ہے۔ ان ہی محدود ذہنیتوں میں سے میں نے ماں کو پیش کیا ہے وہ عام طور پر اپنے بچہ کے متعلق ایسی ایسی فکریں رکھتی ہے کہ دوسرے حالات میں ویسی فکریں انسان کو نہیں سوجھ سکتیں وہ بعض دفعہ اپنے بچہ کے متعلق اتنا سوچتی ہے کہ کہتی ہے میں دس سال کے بعد یہ کروں گی اور وہ کروں گی۔ تو اس ذہانت کا محرک محبت ہے۔ اس طرح کبھی خوف ذہانت کا محرک ہو جاتا ہے۔ میں اس وقت جس ذہانت کی طرف توجہ دلا رہا ہوں وہ عام ذہانت ہے۔ محبت بے شک پہلی چیز ہے جو ذہانت پیدا کرتی ہے مگر یہ محبت تو ایمان پہلے ہی پیدا کر رہا ہے۔ اور خصوصاً جب قومی کاموں میں نوجوان حصہ لیں گے اور قومی روح اپنے اندر پیدا کریں گے جس کا پیدا کرنا میں ان کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قرار دے چکا ہوں۔ تو لازماً محبت بھی پیدا ہو گی۔ اور محبت کے نتیجہ میں جو ذہانت پیدا ہوتی ہے وہ بھی ان میں رونما ہو گی۔ مگر دوسرا حصہ ذہانت کا سزا سے مکمل ہوتا ہے۔ اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ہر ممبر سے یہ اقرار لیں کہ اگر اس نے اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں غفلت یا کوتاہی سے کام لیا تو وہ ہر سزا برداشت کرنے کے لئے تیار رہے گا۔ اور خدام الاحمدیہ کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ خود اس کے لئے سزا تجویز کریں۔ اور وہ سزا بھگتنے کے لئے تیار نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خدام الاحمدیہ میں شامل رہنے کے قابل نہیں۔ اور اگر وہ سزا بھگت لے گا تو یقیناً وہ اگلی دفعہ پہلے سے زیادہ اچھا کام کرے گا۔ اگر کوئی اس پر معترض ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ کیوں سزا دی جاتی ہے تو اسے کہنا چاہئے کہ کیوں اس نے محبت کے جذبہ کے ماتحت پہلے ہی کام ٹھیک نہ کیا۔ اگر وہ محبت کامل سے کام لیتا۔ تو اس کے کام میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوتی اور اسے سزا بھی نہ ملتی مگر جب محبت والا ذریعہ اس نے چھوڑ دیا اور محبت کی کتاب سے اس نے سبق نہیں لیا۔ تو اب ضروری ہے کہ اسے سزا کی کتاب سے سبق دیا جائے۔ بہرحال اگر وہ سبق قیمتی ہے جس کے سیکھنے کے لئے وہ اس مجلس میں شامل ہوا تھا تو جو جائز ذریعہ بھی اس کے لئے اختیار کیا جائے تو وہ اچھا ہے۔ اگر سبق اچھا نہیں تو پھر اس کے لئے کسی قربانی کی ضرورت نہیں۔ خواہ وہ کس قدر معمولی اور حقیر کیوں نہ ہو۔ تو خدام الاحمدیہ کو نوجوانوں کے اندر ذہانت پیدا کرنی چاہئے میں ذہانت پیدا کرنے کے ذرائع بتانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ صرف ایک بات ہے جس کے لئے انہیں تیار رہنا چاہئے اور وہ یہ کہ جب کسی سے کوئی قصور سرزد ہو تو وہ اس کی سزا برداشت کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہے کیونکہ اس کے بغیر کبھی ذہانت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب یہ ذہانت کسی انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو پھر اس کا علم اور ترقی کرتا ہے اور جب انسان بہت زیادہ ذہین ہو جاتا ہے تو اس کا علم لدنی بڑھنے لگتا ہے۔ کتابی علم صرف کتابیں پڑھنے سے بڑھتا ہے مگر لدنی علم ذہانت سے بڑھتا ہے۔

اقلیتوں سے سلوک

انگریزی اخبار دی انٹرنیشنل نیوز کے ۱۳ جون ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں خطوط کے کالم میں اقلیتوں سے سلوک کے متعلق بلال جی کہتے ہیں:۔

آپ دوسروں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن اپنی بڑی بڑی غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہیں دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آجاتا ہے۔ اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نہیں' ایک ایسا مقولہ ہے جو ہمارے ملک میں آج بھی درست ثابت ہو رہا ہے۔ جب کہ ہمارے لیڈر بوسنیا اور مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی کے متعلق مسلسل اپنے بیانات میں مذمت کا اظہار کرتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ ایک حد تک وہ جان بوجھ کر اپنے ملک پاکستان کے شہریوں کے بنیادی حقوق کو جو شدید خطرہ لاحق ہے یعنی بلاس فیمی کا۔ اسے انداز کر دیتے ہیں۔ یہ ہمارے سیاست دانوں کی ایک روایت ہی بن گئی ہے کہ جب وہ اقتدار میں آتے ہیں تو وہ کچھ نہیں کرتے جو اقتدار سے پہلے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وزیر اعظم کی جنیوا میں ایک خاصی جذباتی تقریر تھی جس میں انہوں نے انسانی حقوق کی کشمیر میں پامالی کا ذکر کیا اور اس ضرورت کا بھی کہ انسانی حقوق کے تقدس کی پاسداری کی جانی چاہئے اور یہ بات ہر شخص کو حاصل ہونی چاہئے اس کا سیاسی رجحان کسی ہی طرف کیوں نہ ہو۔ اس تقریر کی خاصی پبلسٹی کی گئی ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ بالکل اس کے خلاف ہے جو یہاں پر بے گناہ شہریوں کو جو مختلف اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں تنگ کیا جا رہا ہے اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ اور

باقی صفحہ ۶ پر

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

غنچہ و گل

"یہ کتاب لجنہ اماء اللہ لاہور نے شائع کی ہے۔ خواتین کی خاص دلچسپی کا باعث ہے۔"

(ادارہ)

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ اپنی کتاب غنچہ و گل میں تحریر کرتی ہیں۔

اس باغ و بہار کی دنیا میں آج تک لاکھوں انسان پیدا ہوئے خالق ارض و سماء نے کسی کو حسن ظاہری سے کسی کو حسن باطنی سے کسی کو حسن بصیرت اور کسی کو حسن اخلاق سے اور کسی کو ہر ایک حسن سے نوازا ہے۔ اس کی صناعی خامیوں سے پاک ہے۔ جس طرح چمن میں کبھی کبھی کوئی غنچہ بن کھلے مرجھا جاتا ہے۔ کوئی پھول اپنے ظاہری رنگ و روپ میں اپنی ٹہنی کے دوسرے پھولوں سے نہیں ملتا تو اس کا سبب ہماری کوئی کوتاہی یا نظر اندازی ہوتا ہے مالی کی آبیاری میں کوئی فرق ہوتا ہے۔ مالک کی صناعی کو بھول چوک کی عادت نہیں۔ اسی طرح ہمیں اس دنیا میں جو انسان نظر آتے ہیں وہ اپنی ذات میں مکمل اعضاء اور حسن لے کر آتے ہیں کہیں کوئی کجی نظر آتی ہے تو اس میں ہماری بھول چوک، لاعلمی اور لاپرواہی کا عنصر زیادہ ہے۔

بچہ کو آسمان سے پریاں لے کر نہیں آتیں۔ خدا نے بچہ کو عالم وجود میں لانے کے لئے جس ہستی کو چنا ہے۔ وہ عورت ہے۔ جو صناعی کے اس عمل میں حصہ لینے کے بعد "ماں" بن جاتی ہے۔ اگر ماں نہ بنے تو تمام عمر عورت رہتی ہے۔ اتنے بڑے اعزاز سے عہدہ بر آ ہونے والی عورت کے لئے کچھ ذمہ داریاں اس وقت سے اس کے سامنے آجاتی ہیں جب وہ ماں بننے والی ہوتی ہے۔ اور کچھ باتیں اس کا جاننا اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر علم نہ رکھے گی تو بچہ کے حسن سیرت و حسن صورت میں کمی بیشی آجانے کا امکان ہے۔

آج کا یہ مضمون اس عورت کے نام ہے جو پہلی دفعہ ماں بننے والی ہے۔ جس کے ہاتھوں میں غنچہ و گل آنیوالے ہیں۔ اس عورت کے دل میں کئی سوالات ہوتے ہیں جو وہ کرنا چاہتی ہے لیکن کر نہیں سکتی۔ کئی باتیں ہوتی ہیں جو وہ جاننا چاہتی ہے لیکن نہیں جان سکتی اس دور میں اس کا سب سے بڑا راز دان اس کا خاوند ہوتا ہے۔ جو کئی حالتوں میں خود بھی نہیں جانتا کہ بیوی کے سوالوں کا صحیح جواب کیا ہے۔ بہر حال اگر وہ بیوی سے اس حالت میں ہمدردی رکھے، خاص شفقت کا سلوک کرے۔ اس کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال رکھے اور اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا رہے کہ وہ بیوی کے اس دور میں اس کا ہمدرد، محافظ، نگران اور دوست ہے تو یقین رکھیئے کہ آپ کا آنے والا بچہ اس کی ان سب خوبیوں کا حامل ہو گا۔

یقین رکھیئے کہ قدرت آپ کی محافظ ہے۔ آپ کا اس طرح خیال رکھتی ہے کہ بغیر جانے آپ اس کی رحمتوں کے خزانوں سے فیضیاب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن آپ کو قدرت کا ساتھ دینے کی سعی کرنی چاہئے، نفی نہیں؟ وہ کس طرح؟؟ میں آپ کو بتاتی ہوں۔

جب آپ ماں بننے والی ہیں، حاملہ ہیں اور پہلی بار اس تجربہ سے دوچار ہو رہی ہیں۔ تو پہلی بات یہ یاد رکھیئے کہ آپ اس وقت صحت کی بہترین حالت میں ہیں۔ اور مکمل بھرپور عورت ہیں۔ آپ کو یہ خبر ملتے ہی خدا کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ کہ قدرت نے آپ کو ایک تحفہ دینے کی خوشخبری دی ہے جو قدرت کا بہترین عطیہ اور تحفہ ہے جسے خدا کی مدد کے بغیر لاکھوں کروڑوں روپے دیکر بھی خریدنا بہت مشکل ہے۔

آپ کی جلد تر و تازہ ہو جائے گی۔ آپ کا دوران خون بہترین ہو جائے گا۔ یعنی آپ اس دور میں اپنے دور زندگی کی حسین تصویر ہوں گی۔ آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ اسے مزید خوبصورت بنانے کے لئے۔ مکمل اعتماد پُر سکون دل اور دماغ کے ساتھ قبول کرنا ہے۔ آپ کو اس دور میں کیا کرنا ہے۔ یہ جان لیں تو آپ اس اعتماد اور سکون میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ سنئے۔

ا۔ آپ کے جسم میں بہت سی تبدیلیاں آ رہی ہیں جو اس لئے ہیں کہ آپ آنے والے بچہ کو جنم دے سکیں اور پھر اسے اپنی چھاتی کا دودھ پلا کر پال سکیں۔ اس لئے دوران حمل کے اولین مہینوں میں آپ محسوس کریں گی کہ آپ کی چھاتیاں قدرے بھاری ہو رہی ہیں نپل بڑے ہو رہے ہیں اور ان کے ارد گرد رنگت کالی ہو رہی ہے ان پر چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو جاتے ہیں اور اس بڑھنے کے عمل میں کبھی کبھی آپ کو خارش بھی ہو گی۔ یہ بڑھنے کا عمل قدرتی ہے اور اس لئے ہے کہ آپ کے بچے کے لئے چھاتی کے غدود دودھ کے ایک سٹور کا کام دینے والے ہیں۔ اور یہ سٹور قدرت آپ کے بچے کی خاطر بڑا کر دیتی ہے۔

۲۔ آپ محسوس کریں گی کہ حمل شروع کے ایام میں آپ کو بار بار پیشاب آتا ہے۔ رحم مادر میں بچہ ہر روز بڑھ رہا ہے اور یہ بڑھتا ہوا بچہ رحم کو بھی بڑھاتا ہے۔ اس بڑھتے ہوئے رحم کا بوجھ جب آپ کے مثانہ پر پڑتا ہے تو آپ بار بار پیشاب کی حاجت محسوس کرتی ہیں اور یہ حمل کے شروع کے چند ہفتوں تک ہو گا اور جوں جوں حمل کا وقت بڑھتا جاتا ہے۔ آپ ٹھیک محسوس کریں گی۔ لیکن حمل کے آخری دنوں میں جب بچہ کی پیدائش کا وقت نزدیک آنے پر جب بچے کا سر آپ کی پیٹرو کی ہڈی میں آکر فٹ ہو جائے گا اس وقت پھر آپ پیشاب کے اس بار بار آنے والے عمل سے دوچار ہوں گی۔

۳۔ صبح کے وقت متلی اور قے آنا۔ آپ صبح اکثر متلی اور قے محسوس کریں گے۔ ہلکا سا چکر بھی آسکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ صبح ہی ایسا ہو۔ دن کے کسی حصہ میں یہ حالت پیدا ہو سکتی ہے لیکن عام طور پر صبح کے وقت زیادہ ہوتی ہے اور دو تین ماہ تک رہ سکتی ہے۔ کسی کو کم اور کسی کو بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ بہر حال گھبرانا نہیں چاہئے۔ چند باتیں آپ کو بتاتی ہوں اس پر عمل کریں آپ بہتر محسوس کریں گی۔ اس سے پہلے ایک بات یاد رکھیں کہ شروع حمل کے تین مہینوں میں آپ نے کسی قسم کی کوئی دوا حتی کہ سر درد کی گولی بھی اپنی ڈاکٹر سے پوچھے بغیر نہیں کھانی۔ اس طرح کرنے سے آپ کے بچہ میں کوئی بھی پیدائشی کجی یا خرابی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ ہاں تو جب آپ متلی محسوس کریں تب۔ بلکہ صبح اٹھتے ہی ایک سوکھا بسکٹ تھوڑا تھوڑا سا دانتوں سے کاٹ کر کھائیں۔ یا کوئی رس وغیرہ کھائیں۔ اور پھر ایک دو گھونٹ دودھ، پانی یا چائے کے لیکر لیٹ جائیں اور پھر دس منٹ بعد بستر سے اٹھ کر نماز وغیرہ کی تیاری کریں۔ دن بھر پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا تین چار بار کھائیں۔ بہت پتلی غذا مثلاً بوتل وغیرہ سے بھی الٹی آنے کا امکان ہے۔ اور بہت بھنی ہوئی ثقیل غذا کھانے سے بھی الٹی آجانے کا امکان ہے۔ دلیہ۔ پتلی کھچڑی پودینہ سبز مرچ کے ساتھ۔ اور لیموں وغیرہ ڈال کر پتلی مونگ کی دال کھائیں تھوڑی سی چینی منہ میں ڈالیں۔ نمک ڈالیں یا خالص شہد کے چند قطرے لیموں ملا کر چاٹ لیں۔ آپ کی متلی میں کمی ہو جائے گی۔

اپنی خوراک میں سبزیاں اور سلاد زیادہ استعمال کریں۔ کالے چنے کا شوربہ زیادہ مفید ہے۔ گوشت انڈہ مچھلی اور دہی استعمال کریں۔ روٹی چاول آلو ملائی مٹھائی پراٹھہ کم استعمال کریں۔ اگر آپ کا دل کوئی خاص چیز کھانے کو چاہتا ہے تو ضرور فرمائش کر کے کھائیں اپنے آپ پر مکمل اعتماد رکھیں لیکن گاچنی مٹی کوئلے برف کچے چاول ایسی مضر اشیاء کھانے کو دل چاہتا ہے۔ لیکن ان سے پرہیز کریں۔ لیکن اگر تھوڑا سا اعتماد اپنے اندر پیدا کریں اور سوچیں کہ یہ چیزیں آپ کے پھول کو مرجھانہ دیں تو از خود آپ کا ہاتھ رک جائے گا۔ ایک دو بار ہاتھ روک لیں تو آپ ایسی مضر اشیاء کھانے سے باز رہ سکیں گی۔

بقیہ صفحہ ۵

کالر۔ دوپہر کو اگر سفر کرنا ہو۔ تو کھانا کم کھائے۔ نمکین پانی کثرت سے پئے۔ پنکھا کرتا رہے اور باہر نکلتے وقت لباس دوہرا ہو۔ مثلاً کوٹ عمامہ چھاتا وغیرہ۔ ننگے سر نہ پھرے۔ قلب کی امراض والوں کو بہت محتاط رہنا چاہئے اور ایک حملہ کے بعد بہت زیادہ احتیاط رکھی جائے کیونکہ یہ بار بار ہوا کرتا ہے۔

اصل حملہ سے قبل خفیف علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر اس وقت احتیاط کر لی جائے تو مریض بچ جاتا ہے۔ مثلاً بے چینی۔ متلی۔ سردرد۔ سخت جلن۔ جلد کا خشک ہو جانا۔ پسینہ رک جانا اس کے بعد ٹمپریچر یکدم ۱۰۷ تک چلا جاتا ہے اور انسان بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض دفعہ ملیریا کا حملہ بھی یہی علامات پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے خون کا معائنہ ضرور کروا لینا چاہئے۔

علاج مریض کو اٹھا کر سائے میں لے جاؤ اور فرش پر لٹا دو کپڑے ڈھیلے کر دو مصنوعی دانت نکال دیں کوئی شئے پینے کو نہ دیں۔ خصوصاً" برانڈی وغیرہ جو مہلک ہوتی ہے۔ اور کپڑے اتار کر مریض کو ٹھنڈے پانی میں چادر بھگو کر لپیٹ دیں۔ اور خوب پنکھا کریں یہی علاج کا اہم ترین حصہ ہے۔ ورنہ ٹھنڈک پیدا نہ ہو گی (پرانا طریق مریض کو برف ملنے کا اب متروک ہو چکا ہے) اور جب درجہ حرارت ۱۰۱۔ ۱۰۲ تک آجائے تو اس کو خشک چادر میں لپیٹ دیں۔ ورنہ نمونیہ کا خدشہ ہے۔

بعض نادان مریض کو پانی میں تر رکھتے ہیں۔ جب تک وہ بالکل ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ اور اس طرح موت واقع ہو جاتی ہے ہوش آنے پر اس کو نمکین پانی دیں اور گلوکوز کا شربت بھی دیں۔ اور اگر خون میں ملیریا کے جراثیم ملیں تو اس کا علاج کروائیں۔

آخر میں عرض ہے کہ دوستوں کو گرمی کے مضر اثرات کا بے جا خوف دل سے نکال دینا چاہئے کیونکہ خوف بھی قوت مدافعت کو کم کرتا ہے۔ اور خوف ہمیشہ نیم علم سے پیدا ہوتا ہے۔ امید ہے ان ہدایات کی روشنی میں احباب اپنی صحت کا خیال رکھ کر گرمی کے مضر اثرات سے بچنے کی کوشش کریں گے صاحب ایمان کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے اس کو یونہی ضائع کرنا گویا ایک قسم کی خودکشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور جلد اپنی رحمت (باران) نازل فرمائے۔

(منقول از الفضل ۲۵۔ جون ۱۹۵۸ء)

میجر ڈاکٹر شاہنواز خان

گرمی سے بچاؤ کے طریق

آج کل شدید گرمی پڑ رہی ہے۔ جس سے ہر شخص کم و بیش متاثر ہو رہا ہے۔ بعض کے دل میں سن سٹروک (ضربۃ الشمس) کا بھی بہت خوف پایا جاتا ہے۔ احباب کی واقفیت کے لئے گرمی کے اثرات اور ان کے بچاؤ کے متعلق ضروری کوائف اختصار سے عرض کئے جاتے ہیں تا دوست ان سے مستفید ہو سکیں۔

گرمی کے احساس کا فلسفہ گرمی کا اثر ایک نسبتی شے ہے۔ اور اس کا تعلق انسان کے خاص حالات ماحول کی کیفیات۔ عام جسمانی صحت۔ غذا۔ لباس وغیرہ سے ہے۔ مثلاً بعض اقوام بلکہ حیوان بھی گرمی سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف بعض بہت کم۔ ملک عرب خصوصاً اس کے جنوبی ساحل کے علاقوں یمن اور حضر موت کے لوگ گرمی سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں وہاں سن سٹروک بہت کم ہے۔ حالانکہ وہاں درجہ حرارت ۱۲۵ تک چلا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف یورپ۔ امریکہ اور آسٹریلیا کے گورے باشندے گرمی کے اثرات زیادہ محسوس کرتے ہیں 'افریقہ کے حبشی باوجود سیاہ فام ہونے کے جو حرارت کو جذب کر کے اعصاب کو نقصان سے بچاتا ہے۔ گرمی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان میں ہیٹ سٹروک زیادہ ہے۔ اس کے برخلاف برفانی علاقہ کے اسکیمو لوگ جب گرم علاقوں میں لائے جاتے ہیں تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہی حال سرد علاقوں کے ریچھ کا ہے جو چڑیا گھروں میں مزے سے سورج کی شعاعوں میں غسل کرتے دیکھے گئے ہیں مگر انہی گرم علاقوں میں رہنے کا عادی کتا بعض دفعہ ہیٹ سٹروک کا شکار ہو جاتا ہے۔

(۲) سردی گرمی کے احساس کا اعصابی قوت کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔ اعصابی ضعف کی حالت میں نہ صرف سردی بلکہ گرمی بھی زیادہ لگتی ہے۔

(۳) عام جسمانی صحت کا بھی گرمی کے احساس سے شدید جوڑ ہے تندرست آدمی کو بہ نسبت بیمار کے گرمی کم لگتی ہے۔

(۴) خوراک کا بھی گرمی کے احساس سے شدید تعلق ہے مثلاً گرم غذا یعنی لحمیات (گوشت مچھلی۔ انڈا) مکھن۔ چینی۔ چائے وغیرہ کے زیادہ استعمال سے گرمی زیادہ لگتی ہے بہ نسبت ٹھنڈی اور معتدل غذا سبزی پھل دودھ۔ دہی اور لسی وغیرہ کے۔

(۵) توجہ کا بھی اس میں کافی حد تک دخل ہے۔ بالعموم بیکار آدمی گرمی زیادہ محسوس کرتا ہے بہ نسبت اس کے جو ذمہ داری کے احساس میں دبا ہوا اپنے مفوضہ فرائض میں مشغول ہو۔ دماغی کام زیادہ گرمی میں نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً تحریر اور تحقیق کا کام۔

(۶) یوں گرمی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس کا روحانی ترقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جسمانی صحت کے لئے بھی خشک گرمی مفید ہے اس سے جلد کے وہ کروڑوں مسام جو موسم سرما میں بند رہتے ہیں کھل جاتے ہیں جن سے جسم کے فضلات پسینہ کی صورت میں بخوبی خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں کیا شک ہے کہ مشروبات (ٹھنڈے شربت۔ لیمن۔ لسی وغیرہ) کا لطف بھی شدید گرمی ہی میں آتا ہے۔

(۷) جسم کو گرمی میں ٹھنڈا کرنا بہت پیچیدہ اور نازک عمل ہے جس سے جسم کی خاصی قوت خرچ ہو جاتی ہے اور نمک بھی پسینہ کے راستے خارج ہو جاتا ہے۔ جس سے کافی ضعف اور کوفت ہو جاتی ہے۔ پس ان ایام میں نمک کی اہمیت ظاہر ہے۔ جسم کو ٹھنڈا کرنے کے دو طبعی طریق ہیں۔ ایک وہ جب پانی انسان نہ پی سکتا ہو۔ مثلاً خشک علاقوں اور روزہ کی حالت میں اور دوسرے جب انسان پانی پی رہا ہو۔ اول الذکر طریق یہ ہے کہ اطراف کی خون کی رگوں کو پھیلا دیا جاتا ہے جس سے دوران خون تیز ہو کر جلد سرخ ہو جاتی ہے اور حرارت کا انتشار بڑھ جاتا ہے۔ دوسرا طریق پسینہ لانا ہے۔ جس کے خشک ہونے پر حرارت کم ہو جاتی ہے اور جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے لگاتار پنکھے کے نیچے رہنا مضر ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد پنکھا بند کر دیا جائے تاکہ پسینہ آ جائے۔

گرمی سے بچاؤ کی عام ہدایات

(۱) **مکان** گرما کے لئے مکان کھلا اور ہوا دار ہو۔ چھت ۱۳ فٹ سے کم بلند نہ ہو۔ برآمدے کا رخ شمالاً جنوباً ہو۔ جس پر اگر توفیق ہو تو چکیں لگا دی جائیں۔ دیواریں موٹی اور کچی مٹی کی ہوں۔ جن میں تھرماس کی طرح خلا ہو یعنی درمیان میں ہوا کے لئے خول ہو۔ دوپہر کو سونے والے کمروں کو صبح آٹھ بجے سے ہی بند کر دیا جائے۔ گرم ہو جانے کے بعد ان کو ٹھنڈا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

(۲) **لباس** گرما میں باہر دھوپ میں نکلتے وقت ضروری ہے کہ دوہرا لباس یعنی بنیان قمیص اور کوٹ ہو۔ سر پر عمامہ یا ٹوپی یا تولیا بھی ضروری ہے۔ تا سورج کی تیز شعاعوں سے جسم محفوظ رہ سکے۔ جہاں گھر یا دفتر کے اندر بے شک کوٹ اور عمامہ اتار دیا جائے۔ تا اندرونی حرارت کا انتشار ہوتا رہے۔ رنگوں کا بھی حرارت جذب کرنے میں دخل ہے۔ بالعموم شوخ رنگ (سیاہ نیلا وغیرہ) حرارت زیادہ جذب کرتے ہیں اس لئے گرما میں ہلکے رنگ کے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں۔ برقع بھی سفید۔ بادامی یا سلیٹی رنگ کا بہتر ہے۔ ننگے سر پھرانہ صرف وقار اور سنت صلحاء کے خلاف ہے بلکہ موسم گرما میں مضر صحت بھی ہے۔ اس سے سر کو لو لگ جاتی ہے اور جسم میں سے پانی (پسینہ) خارج ہو کر یبوست (Dehydration) کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں عمامہ یا ٹوپی سے سر کا پسینہ اندر بند رہتا ہے جو ایک قدرتی واٹر (Bath) باتھ کا کام دیتا ہے اور سر کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔

(۳) گرما میں سر کو لُو سے بچانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سر کے بال لمبے اور سیاہ ہوں۔ اس سے قزع پر پٹوں کی فضیلت واضح ہے۔ چھتری نہ ہو تو سر پر گیلے تولئے کا استعمال بھی مفید ہے۔ جس سے غرباء فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسی طرح آنکھوں کی حفاظت کے لئے سیاہ چشموں کا استعمال بھی مفید ہے۔

(۴) **خوراک** گرمیوں میں غذا زیادہ گرم نہ ہو۔ مثلاً لحمیات (گوشت انڈا مرغی) گھی چینی اور چائے کا استعمال بھی کم ہو۔ اس کے برخلاف سبزی۔ پھل دودھ۔ دہی اور لسی کا استعمال زیادہ رکھا جائے۔ نمک بھی زائد کھایا جائے۔ خواہ لسی میں ہو یا پانی میں۔

یاد رہے کہ سادہ پانی پینے سے بہتر ہے کہ پانی نہ پیا جائے۔ (جس طرح روزہ دار کرتا ہے) کہ وہ زیادہ ضعف اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ پسینہ اگر زیادہ آ رہا ہو تو ہمیشہ نمکین پانی پینا چاہئے۔

گرمی کے مضر اثرات گرمی کا مضر اثر بالعموم چار طرح جسم پر ہوتا ہے:۔

(۱) **شدید گرمی میں ہجوم کے مقامات پر بے ہوشی ہو جانا** ...... یہ دماغ میں دوران خون سست ہو جانے سے ہوتا ہے اور مریض دھڑام سے گر جاتا ہے۔ اس کو لٹا دو اور پنکھا کرو اطراف کو دباؤ۔ منہ پر پانی کا چھینٹا دو مریض کو ہوش آ جائے گا۔ یہ عارضی تکلیف ہوتی ہے اس سے گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ یہ قدرت کا حکیمانہ طریق دماغ کو آرام دینے کا ہے۔

(۲) **لُو لگنا** اس سے ہلکا سا بخار ہو جاتا ہے جو دو تین دن کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ بالعموم جگر کے فعل کی خرابی سے ہوتا ہے۔ اس کے لئے جگری جلاب (کیلومل ایلوا۔ ریوند وغیرہ) مفید ہے۔

(۳) **ضعف ہو جانا۔** اکثر دفعہ گرمی سے شدید کمزوری اور ضعف ہو جاتا ہے۔ جس میں سر درد اعضاء شکنی عضلات کا پھڑکنا۔ شدت پیاس بے چینی وغیرہ علامات پائی جاتی ہیں۔ اس کا بڑا سبب پسینہ کی کثرت کی وجہ سے نمک کا جسم میں سے خارج ہو جانا ہے جو عموماً دھوپ میں جسمانی کام کرنے سے ہوتا ہے۔ مثلاً گرمی میں ہل چلانا۔ زمین کھودنا یا سپاہیوں کا مارچ کرنا وغیرہ۔ اس کا اصل علاج حفظ ماتقدم ہے۔ یعنی نمکین پانی کا کثرت سے استعمال۔

(۴) **ضربۃ الشمس کے اسباب اور علاج** گرمی کے اثرات میں سے سب سے زیادہ مضر اثر ضربۃ الشمس یا ہیٹ سٹروک ہے۔ جس کو عوام سن سٹروک کہتے ہیں۔ اس کا اصل نام ہیٹ سٹروک یا ضربۃ الحرارت ہے۔ کیونکہ سورج کے بغیر بھی یہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً رات کے وقت یا دن کو جب سورج بادلوں میں چھپا ہوا ہو اور حبس ہو۔ اس کے متعلق معلوم ہونا چاہئے۔ کہ صرف گرمی کی شدت سے یہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے کئی اور شرائط ہیں۔ یعنی گرمی کی شدت کے ساتھ ہوا میں رطوبت (نمی) کی زیادتی۔

ساکن ہوا (حبس) اور عام صحت کا کمزور ہونا۔ پسینہ کا رک جانا وغیرہ۔ مئی جون کے مہینوں میں یہ کم ہوتا ہے خواہ درجہ حرارت ۱۲۰ تک چلا جائے۔ عرب کے علاقوں یمن اور حضر موت میں جہاں ۱۲۵ تک درجہ حرارت پہنچ جاتا ہے۔ ہیٹ سٹروک بہت کم ہے۔ اس کے برخلاف جولائی اگست میں جب برسات کے بعد حبس ہو تو ۸۰'۹۰ درجہ پر بھی یہ ہوتا رہتا ہے۔ پس اگر ہوا میں حرکت ہوتی رہے نمی کم ہو۔ پسینہ آتا رہے اور عام صحت درست ہو تو ہیٹ سٹروک کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔ نارمل تندرست انسان ہر طرح کی گرمی سردی کے اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جو لوگ جہازوں کے انجن روم میں کام کرتے ہیں۔ جہاں درجہ حرارت ۱۵۰ سے اوپر ہوتا ہے۔ ان کو ہیٹ سٹروک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہاں پنکھوں کے ذریعے ہوا کو حرکت دی جاتی ہے اور وہ کثرت سے نمکین مشروبات پیتے رہتے ہیں جس سے پسینہ خوب آتا رہتا ہے۔

پس اس مرض کا حفظ ماتقدم یہ ہے کہ انسان اپنی صحت عمومیہ کا خیال رکھے۔ لباس زیادہ چست نہ ہو۔ بلکہ ڈھیلا ہو۔ خصوصاً گردن کا

باقی صفحہ ۴ پر

یادرفتگان

مکرم فقیر محمد خان

منصورہ منصور باجوہ

ہمارے پیارے ابا ۸۸ سال کی عمر میں ۲۴ فروری ۱۹۸۸ء کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ اس حادثے کو گزرے قریباً چھ سال ہو گئے ہیں۔ اس دن سے آج تک شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو جس میں ایک بار یا کئی بار ان کا چہرہ میری آنکھوں میں نہ گھوم گیا ہو۔ اس کی وجہ یقیناً یہی ہے کہ ان کی شخصیت کا میری زندگی پر گہرا اثر ہے۔ خاص طور پر ان کے کردار کی ایک اہم خاصیت جو ان کی لمبی زندگی میں بہت نمایاں رہی ہے وہ ان کے سچ بولنے کی طاقت تھی وہ سچ کے پیکر تھے۔ ساری عمر وہ اپنی اولاد، قریبی رشتہ داروں، طالب علموں اور ہر شخص کو جو کسی رنگ میں بھی ان سے منسلک تھا سچ کی اس شدت سے تلقین کرتے تھے گویا کہ ہر چیز کا دارومدار اور انحصار بس اسی پر ہے۔ وہ سچ کو نیکیوں کا اور انسانی کردار کا سب سے بڑا اور سب سے مضبوط ستون سمجھتے تھے۔ جھوٹ تو کیا کسی کو معمولی غلط بیانی یا کج بیانی سے بات کرتے سنتے تو سخت تکلیف میں ہو جاتے تھے اور جھنجلا اٹھتے تھے اور زیادہ اذیت انہیں اس وقت ہوتی جب کوئی کہتا کہ کہ اس فلاں مصلحت کے تحت دروغ گوئی کی۔ ساری زندگی انہوں نے کسی مصلحت کی بنا پر سچ کو قتل نہیں ہونے دیا۔

ایمانداری کا وصف ان میں اس حد تک تھا کہ سرکاری پن یا کاغذ بھی اپنے کسی کام کیلئے استعمال نہ کیا۔

۱۹۰۰ء میں افغانستان کے ایک بہت ہی چھوٹے گاؤں میں جنم لیا۔ وہیں کے ایک معمولی سکول میں پشتو اور فارسی زبان میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ اسی اثناء میں والدہ محترمہ کی وفات ہو گئی۔ اس کا دل پر کچھ ایسا گہرا اثر ہوا کہ وہاں سے دل اچاٹ ہو گیا، ویسے بھی بچپن سے ہی انہیں علم حاصل کرنے کی لگن تھی۔ انہوں نے اپنے وطن کو خیرباد کہنے کا ارادہ کر لیا۔ دن رات کی مسافت طے کرتے ہوئے رستے میں کسی مسجد میں رکتے ہوئے پشاور پہنچے۔ اس وقت ان کی عمر کوئی سترہ اٹھارہ برس ہو گی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کے کٹھن ترین چند سال گزارے۔ اس عرصے میں وہ پشاور سے بنوں، کوہاٹ اور صوبہ سرحد کے دوسرے چھوٹے چھوٹے مختلف قصبوں اور گاؤں کی مساجد میں اور مساجد کے مدرسوں میں بہت ہی تنگی کی حالت میں وقت گزارتے رہے۔ سخت مزدوری بھی کرنی پڑی۔ امام مسجد کیلئے ہر قسم کا ان کا کام روٹی اور رہائش کے عوض کرتے رہتے اور یہ صرف تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے کرتے رہے جو کچھ کسی نے سکھا دیا پڑھا دیا بتا دیا اس کے شکرگزار ہوتے رہے۔ اور آخر کار بنوں شہر سے ۱۹۲۴ء میں مڈل پاس کر لیا۔ اور کسی حد تک اطمینان کا سانس لیا۔ وہاں سے ڈیرہ اسماعیل خان، گجرات اور وزیر آباد وغیرہ شہروں میں ٹھہرتے ہوئے لاہور آ گئے۔ یہاں ایک پرانا بنوں کا واقف دوست عبدالرحیم مل گیا جو شاہدرہ میں رہتا تھا۔ اور احمدی ہو گیا ہوا تھا۔ اس نے انہیں احمدیت سے روشناس کرایا۔ کچھ دیر اس کے پاس رہنے کے بعد آپ قادیان چلے گئے۔ اور قادیان میں ۱۹۲۷ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

احمدیہ لائبریری میں سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرتے حوالہ جات اور قرآن کریم کا علم حاصل کیا۔ ہر اتوار چھٹی کے دن اپنے ایک دوست کے ہمراہ دعوت الی اللہ کیلئے نکل پڑتے۔ بہت دیانت دار اور پرہیزگار تھے۔

قادیان سے پھر دہلی چلے گئے۔ وہاں سے چوہدری عبدالمالک صاحب کے پاس رہتک چلے گئے۔ انہوں نے سفارش کر کے میرے والد صاحب کو نارمل میں داخل کروا دیا۔ نارمل کرنے کے ایک سال کے عرصہ کے دوران آپ چوہدری عبدالمالک صاحب کے گھر کھانا کھاتے رہے اور ہوسٹل میں رہتے تھے۔ اس کے بعد واپس دہلی آ گئے اور سکول میں ٹیچر کے طور پر نوکری شروع کر دی۔ چوہدری حفیظ احمد صاحب پولیس میں تھے۔ جب کبھی بھی موقع ملتا یہ انہیں ملتے کوئی نہ کوئی چھوٹا موٹا تحفہ ضرور دیتے کیونکہ ان کے والد چوہدری عبدالمالک صاحب کے اخلاق اور احسانات کا ان پر بہت اثر تھا اور وہ ان کے بہت مشکور تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے چوہدری حفیظ احمد صاحب کو ایک سائیکل بھی تحفہ کے طور پر دی جس کی اس وقت قیمت پچاس روپے تھی اور ان کی بالکل معمولی تنخواہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ انہوں نے خاص قربانی کر کے تحفہ دیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ وہ چوہدری حفیظ احمد صاحب کے والد صاحب کی نیکیوں کا بدلہ کچھ بھی دیں وہ کم ہے وہ ان کی نیکیوں کی کئی مثالیں ہمیں دیا کرتے تھے ان میں سے ایک مثال کے طور پر عرض کرتی ہوں یہ یہ کہ جب بھی وہ مدرسے جاتے تو کھانا اپنے گھر سے لے کر جاتے یا نوکر سے اپنا پکواتے اور باہر کے کھانوں پر اپنا حق نہیں سمجھتے تھے۔

میرے والد صاحب پیشے کے طور پر ایک ٹیچر تھے۔ استاد تو اور بھی بہت ہیں اور بہت لگن والے ہوں گے مگر میں نے جس حد تک ان میں پڑھانے کا جذبہ دیکھا ہے مجھے تو وہ مثالی لگتا ہے۔ علم سے انہیں عشق تھا۔ سکول میں تو ساری عمر انہوں نے پڑھاتے گزار دی مگر اس کے علاوہ انہوں نے بہت لوگوں کو پڑھایا۔ خاص طور پر غریب بچوں کو پڑھانے میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ دو تین ماہ اسلام آباد اپنے بیٹے ڈاکٹر مظفر اور بیٹی رعنا رفیق کے پاس رہتے اور دو تین ماہ میرے پاس لاہور آ جایا کرتے۔ ایک بار ایسے ہوا کہ میرے بار بار اصرار کے باوجود ایک سال تک میرے پاس لاہور نہ آئے بعد میں مجھے اپنی بہن رعنا رفیق سے پتہ چلا کہ اصل وجہ یہ تھی کہ ایک غریب کا بچہ ان کے ہاں تھا جو بار بار فیل ہو رہا تھا انہوں نے پورا سال اسے محنت سے پڑھا کر پاس کروایا تھا اور میرے پاس نہ آنے کے لئے ٹال مٹول کرتے رہے۔ سکول میں زندگی بڑی لگن سے گزاری برصغیر کی تقسیم سے پہلے دہلی میں اور اس کے بعد ریٹائر ہونے تک گوجرہ کے سکول میں پنشن تک سروس کی۔ بچوں کو پڑھتا دیکھ کر اور قابل سے قابل تر بنتا دیکھ کر انہیں روحانی سکون ملتا تھا۔ کبھی ان کی کلاس میں کوئی بچہ فیل نہیں ہوا۔ میں یہ بالکل حقیقت لکھ رہی ہوں ممکن ہے مبالغہ لگے۔ صرف ایک دفعہ ایسے ہوا کہ ان کی ۷۰ لڑکوں کی کلاس کا ایک لڑکا فیل ہو گیا۔ تو ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس گئے اور بضد رہے کہ اس کا دوبارہ امتحان لیا جائے اس کا دوبارہ امتحان لیا گیا اور وہ کامیاب ہو گیا۔ ان کا کردار اور اخلاق سکول میں کچھ اس قدر مثالی تھا کہ سب ان کی دل سے عزت کرتے تھے اسی لئے شاید ہیڈ ماسٹر صاحب بھی بچے کا دوبارہ امتحان لینے کیلئے تیار ہو گئے۔ ہر وقت ہر کسی کو سچ بولنے کی تلقین کرتے، اور ہمیشہ بری صحبت سے بچنے کی نصیحت کرتے تھے۔

پرائمری سکول سے ان کی ترقی ہائی سکول کی کلاسز پڑھانے کیلئے ہو گئی۔ ہائی سکول کے ایک بچے کے متعلق ہیڈ ماسٹر صاحب نے امتحان کے دوران نقل کروانے کیلئے کہا انہوں نے انکار کر دیا۔ اس نے دفتر بلا کر انہیں خاص زور دیا مگر ان کے ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بات آئی گئی اس وقت ہو گئی۔ لڑکا فیل ہو گیا ہیڈ ماسٹر صاحب نے انہیں دوبارہ پرائمری کلاسز کیلئے جونیئر سکول بھیج دیا۔ یہ خوشی خوشی جونیئر سکول آ گئے مگر غلط کام کیلئے قطعاً سوچنے کو بھی تیار نہ ہوئے۔

عمر کا لمبا عرصہ انہوں نے گوجرہ شہر میں گزارا ان کا دن فجر سے پہلے سے شروع ہو جاتا۔ باقاعدہ بیت الذکر میں جا کر نماز ادا کرتے۔ سکول جانے سے پہلے گھر کے کاموں میں میری والدہ صاحبہ کی مدد فرماتے۔ پھر سکول میں تندہی سے محنت کے بعد گھر آ کر غریب بچوں کو پڑھاتے اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے۔ شام کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور پھر جہاں تک ہو سکتا گھر کا کام کاج کرتے۔ رات نو بجے سونے تک انتہائی مصروف وقت گزارتے۔

یہ بات لکھتے ہوئے عجیب محسوس ہو رہا ہے مگر یہ واقعہ بعینہٖ ایسے ہی ہوا سو بیان کر رہی ہوں۔ جب میرے والد سکول سے ریٹائر ہوئے تو الوداعی تقریب میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے تقریر کے دوران یہاں تک کہہ دیا کہ اس شخص میں ولیوں جیسی خوبیاں ہیں۔ سکول سے ان کے رخصت ہونے کا بہت افسوس ہے۔

کچھ اس طرح تھا میرا باپ، جو ایک لمبی عمر پانے کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔ ہمیں چھوڑ گیا، ایک بہت بڑا خلا پیدا کر گیا۔ ہر وقت ان کا چہرہ آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور ان کی پیاری پیاری باتیں نصیحتوں کی شکل میں بار بار یاد آتی رہتی ہیں۔ کبھی قرآن کا حوالہ کبھی حضرت بانی سلسلہ کی کتب میں سے کوئی حوالہ کبھی شیخ سعدی کی کوئی کہاوت یا شعر سنا سنا کر ہمارے ذہنوں میں ہمیشہ احسن باتیں پہنچانے میں مصروف رہتے۔

بقیہ صفحہ ۳

ایسا وہ لوگ کرتے ہیں جو معاشرے کے نہایت تنگ نظر لوگ ہیں اور وہ ہیں ملاں لوگ لیکن ان کی کارروائیوں کی روک تھام کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا۔ نہ حکومت احتیاطی تدابیر اختیار کرتی ہے ایسے افسر اس بات کی پرواہ ہی نہیں کرتے کہ ایک بے کس احمدی ہندو یا عیسائی کو تکلیف پہنچائی جا رہی ہے اور اس تکلیف پہنچانے کا باعث بلاس فیمی قانون ہے لیکن ایک شہری کے لئے جو حساس بھی ہے۔ یہ سوال زندگی اور موت کا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے تمہارے بھائی کی زندگی حرام ہے۔ اور ہم یہ تہ دل سے عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام وہ لوگ جو اس ملک میں زندگی گذار رہے ہیں ہمارے بھائی ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے اخلاقی بھی۔ اور مذہبی بھی کہ ہم ان کی عزت اور ان کی جان کی حفاظت کریں۔ میں اپنے ہم وطنوں سے درخواست کروں گا کہ انہیں رواداری کی صحیح روح اپنانی چاہئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے اور سیاست دانوں کو اس بات کے لئے چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ اپنی مصلحتوں کے مطابق کارروائیاں کرتے رہیں اور اسی طرح (غلط کام کی وجہ سے) مذمت کا باعث بنیں۔

یہ خط سیالکوٹ سے لکھا گیا۔

ہم (الفضل) یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کے

قوانین اپنی جگہ پر لیکن اگر ہم میں رواداری کی روح پیدا ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کر لیں تو یقیناً ایسی بہت سی برائیاں ہیں جو یکسر ختم ہو جائیں گی۔ ہماری جماعت اس بات کی قائل ہے کہ محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں۔ اور اگر تمام لوگ واقعی اس بات کے قائل ہو جائیں کہ سب کو محبت ملنی چاہئے اور کسی سے نفرت نہیں کی جانی چاہئے تو ہمارے بہت سے جھگڑے از خود مٹ جائیں گے۔ جہاں تک قوانین کا تعلق ہے حکومت قانون بناتی ہے لیکن اس قانون پر عمل کرنا تو عوام الناس کا کام ہے آخر چوری ڈکیتی اور قتل کے متعلق قوانین تو موجود ہیں لیکن اس کے باوجود چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈکیتیاں بھی ہوتی ہیں اور لوگ قتل بھی ہوتے ہیں۔ یہ باتیں صرف اور صرف عوام الناس کے راہ راست پر آنے سے ختم ہو سکتی ہیں۔ ہم سب آپس میں مل جل کر رہنے ایک دوسرے سے رواداری برتنے اور نیکی کے کاموں میں تعاون کرنے کی عادت ڈال لیں تو ہمارا معاشرہ خاصا بہتر ہو سکتا ہے۔

خدا کرے کہ ہم سب لوگ ایک دوسرے کے لئے محبت کے جذبات رکھنے والے ہوں اور ہمیں کسی سے نفرت نہ ہو۔ ایک دوسرے سے تعاون کرنے والے ہوں ایک دوسرے کی بات سمجھنے اور برداشت کرنے والے ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے اور ہمارے ملک کو ایک مثالی ملک بنا دے۔ ہم پھر یہ بات دہرانا چاہیں گے کہ ہمارا یہ نعرہ "محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں۔" اپنانے کی ضرورت ہے تمام لوگ اس نعرے کو اپنا لیں تو معاشرہ جنت نظیر بن سکتا ہے۔

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

افغانستان کی خانہ جنگی

گزشتہ اتوار کے روز افغانستان کی حکومت کے ایک نمائندے نے بتایا کہ صدر برہان الدین ربانی جون کے آخر پر اپنے عہدہ سے دستبردار نہیں ہونگے وہ صدارت کا عہدہ اپنے پاس رکھیں گے۔ اگرچہ اپنے تمام اختیارات وہ ایک اسمبلی کو منتقل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ اسمبلی باقاعدہ طور پر منتخب ہونی چاہئے اور اس طرح منتخب ہو جانے کے بعد صدر کے اختیارات حاصل کر کے اپنا کام شروع کرنے کے قابل ہو۔ صدر ربانی جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں اپنے وزیر اعظم گلبدین حکمت یار سے ایک عرصہ سے لڑ رہے ہیں۔ گلدین کا حکمت یار کا کہنا ہے کہ وہ اس وقت تک ہتھیار رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک صدر برہان الدین اپنا عہدہ نہ چھوڑ دیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک ملک کا صدر اور وزیر اعظم اس طرح برسرپیکار ہوں دونوں طرف سے جانوں کا نقصان بھی ہو رہا ہو اور املاک کا بھی۔ نہ صدر اپنی پوزیشن بدلیں نہ وزیر اعظم۔ اور عوام الناس دونوں کی لڑائی میں پستے رہیں بلکہ مارے جائیں کئی دفعہ پاکستان اور ایران اور سعودی عرب نے کوشش کی ہے کہ افغانستان میں لڑنے والے دھڑوں کی آپس میں صلح کروا دی جائے۔ جنگ بندی کے بھی کئی مواقع آئے ہیں لیکن اب سب باتوں کے باوجود کوئی مستقل فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اور صدر ربانی اور وزیر اعظم حکمت یار ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ جب تک افغانستان میں مختلف دھڑے آپس میں لڑتے رہیں گے اس وقت تک بیرونی امداد بھی پوری طرح ضرورت کے مطابق ملنے کا امکان نہیں ہے اور چونکہ اس امداد کا زیادہ تر اثر عوام الناس پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ لڑائی تو بڑوں کی ہے لیکن مارے چھوٹے جا رہے ہیں۔ اور شائد وہ اس طرح مرتے ہی رہیں گے۔ گزشتہ دنوں ان دھڑوں کی آپس میں لڑائی کے نتیجہ میں بہت سے لوگ دوبارہ مہاجر بن کر پاکستان اور ایران جانے لگے تھے۔ جب اس کی روک تھام کی گئی تو کابل کی حکومت نے اسے زیادہ نہ سراہا۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد حسین صاحب بٹ (وفات یافتہ) آف ترسکہ سیان ۲۴۔ مئی کو ڈسکہ میں وفات پاگئیں۔ آپ ایک لمبا عرصہ تک لجنہ اماء اللہ کی صدر رہیں۔ ۲۵۔ مئی کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

قرارداد تعزیت

○ مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر اراکین مجلس عاملہ ہالینڈ کو بے پناہ دکھ اور کرب سے دوچار کر گئی۔ مکرم حافظ صاحب سے جماعت احمدیہ ہالینڈ کو دلی عقیدت تھی۔ محترم حافظ صاحب نے بطور مشنری انچارج ہالینڈ میں بے پایاں خدمات انجام دیں۔ خدا تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ محترم حافظ صاحب نے ۱۹۴۷ء میں بطور مشنری انچارج ہالینڈ میں خدمات کا آغاز کیا تھا۔ اور ہماری موجودہ بیت مبارک ہیگ۔ انہی کے عہد کی ایک خوبصورت یادگار ہے۔ جس کے لئے ہم تادم زیست مکرم حافظ صاحب کے ممنون احسان رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

ہم اراکین مجلس عاملہ ہالینڈ ان کے پسماندگان میں ان کی بیگم صاحبہ' ان کے بیٹے عزیز اور بیٹیاں اور دیگر افراد خاندان سے دلی اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(اراکین مجلس عاملہ ہالینڈ)

ریلی واقفین نو گوجرانوالہ شہر

○ ۶۔ جون ۱۹۹۴ء کو واقفین نو گوجرانوالہ شہر کی نہایت شاندار ریلی ہوئی۔ ۵۳ میں سے ۴۵ واقفین نو شامل ہوئے۔ یہ ریلی گلشن اقبال پارک میں منعقد ہوئی۔ کل حاضری ۹۱ تھی۔ واقفین نو کے علمی و ورزشی مقابلے ہوئے۔ بچوں کو پارک کی سیر کروائی گئی۔ اور پارک میں موجود تفریحی کھیلوں سے واقفین نو خوب محظوظ ہوئے۔ علمی و ورزشی مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین نو میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ مرکز کی طرف سے مکرم و محترم مبارک احمد صاحب قمر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ بطور نمائندہ وقف نو شریک ہوئے۔ جنہوں نے احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور آئندہ بھی ایسے موثر پروگرام تشکیل دیتے رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ اس ریلی کے سلسلے میں خدمت سر انجام دینے والے تمام کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(از وکالت وقف نو)

بازیافتہ کاپی

○ موٹر سائیکل کی ایک عدد کاپی ملی ہے۔ جس صاحب کی ہو۔ وہ دفتر عمومی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

(صدر عمومی)
لوکل انجمن احمدیہ ربوہ۔

ضروری اعلان

○ گندم اور چاولوں وغیرہ کو محفوظ کرنے کے لئے گولیاں وکالت زراعت تحریک جدید سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(وکیل زراعت)

پتہ درکار ہے

○ محترمہ ثریا بیگم صاحبہ زوجہ محمد ابراہیم صاحب وصیت نمبر ۱۶۱۵۶ ساکن ۲۱/۴ دارالعلوم غربی ربوہ کا موجودہ ایڈریس درکار ہے لہذا اگر یہ خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو فوری دفتر وصیت سے رابطہ کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

○ مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ وصیت نمبر ۱۰۲۹۱ زوجہ مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب ساکن سدوکی ضلع گجرات سے ۱۹۴۷ء میں وصیت کی اس کے بعد سے موصیہ کا دفتر سے کوئی رابطہ نہیں ہے موصیہ اگر خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر وصیت کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

عطیہ خون

خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

ہومیوپیتھک کتب و ادویات

دنیا بھر میں کہیں بھی درکار ہوں تو ہم ڈاک خرچ کے ساتھ آپ کو بھجوا سکتے ہیں۔ مثلاً

- جرمن و پاکستانی پوٹنسیاں • جرمن و پاکستانی بائیوکیمک • جرمن و پاکستانی مدر ٹنکچرز
- جرمن پیٹنٹ ادویات • ہر قسم کی ٹکیاں و گولیاں • خالی کیپسولز • شوگر آف ملک
- خالی شیشیاں و ڈراپرز •
- اردو ہومیو کتب میں خصوصاً ڈاکٹر عابد حسین صاحب کی ابتدائی چار کتب کا سیٹ ۱۵٪ خصوصی رعائت کے ساتھ۔ یہ سیٹ مبتدیوں کیلئے عام فہم اور آسان ہے اور پرانے ہومیوپیتھس کیلئے جامع اور فکر انگیز ہے۔
- ڈاکٹر محمد مسعود قریشی صاحب کی بائیوکیمسٹری اور تحقیق الادویہ ڈاکٹر کینٹ کی ہومیوپیتھک فلسفہ اسی طرح انگلش میں ڈاکٹر کلارک کی THE PRESCRIBER اور ڈاکٹر بورک کی METERIA MEDICA WITH REPERTORY وغیرہ

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر لعل محمد) کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 04524-771
04524-211283
فیکس: (04524) 212299

خبریں

ربوہ : 25- جون-1994ء
گرمی کی شدت جاری ہے۔
درجہ حرارت کم از کم ۲۷ درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 45 درجے سنٹی گریڈ

○ پنجاب اسمبلی میں گذشتہ روز سخت ہنگامہ ہوا' ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک دوسرے کو ایوان میں ننگی گالیاں دی گئیں۔ اپوزیشن اور سرکاری اراکین نشستیں چھوڑ کر ڈیسکوں پر پاؤں رکھتے ہوئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ دھکم پیل کے دوران بعض اراکین بنچوں پر گر گئے۔ حزب اقتدار نے اپوزیشن رکن خواجہ ریاض محمود پر الزام لگایا کہ انہوں انتہائی سخت الفاظ کہے ہیں لہٰذا ان کو ایوان سے نکال دیا جائے۔ حکومتی اراکین اجلاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اجلاس نصف گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ جس کے بعد سپیکر کے چیمبر میں مذاکرات ہوئے سپیکر ایک گھنٹہ کے بعد دوبارہ ایوان میں آئے لیکن حکومتی اراکین نہیں آئے۔

○ سپیکر پنجاب اسمبلی مسٹر حنیف رامے نے کہا کہ صرف لڑنا جھگڑنا ہی حکومت اور اپوزیشن کا کام نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ "لڑتے لڑتے ہو گئی گم۔ ایک کی چونچ اور ایک کی دم" والا معاملہ ہو جائے۔

○ حکومت اور تاجروں کے درمیان مذاکرات کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے۔ بڑی تعداد میں تاجر تنظیموں نے ۲۶ اور ۲۷ جون کو ملک گیر ہڑتال کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ پنجاب میں پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کے تاجر و صنعت کار بجٹ کے خلاف متحد ہو گئے۔ ہڑتال کے دوران حکومت کو ۲۔ ارب روپے کا نقصان ہو گا۔ عزت کے ٹیکس دیتے ہیں۔ بے عزتی کی گئی تو ان کی پگڑی بھی اچھال دیں گے یہ بات ۲۹ ایوان صنعت و تجارت اور ۱۲۶ تجارتی تنظیموں کے نمائندوں کی مشترکہ پریس کانفرنس میں کہی گئی۔

○ حکومت نے بعض ڈیوٹیوں اور انکم و ایکسائز افسروں کے اختیارات میں کمی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن سیلز ٹیکس واپس نہیں لیا جائے گا۔ حکومت نے تاجروں اور صنعتکاروں کے لئے ریلیف پیکج تیار کر لیا ہے۔

○ حکومت نے تاجروں کی ہڑتال کے معاملے پر صوبائی حکومتوں کو شرپسندوں کے ساتھ سختی سے نبٹنے کی ہدایت کر دی ہے۔ تاجروں کی ملک گیر ہڑتال کو ناکام بنانے کے لئے تمام انتظامی مشینری سرگرم عمل ہو گئی ہے۔ دکانیں کھلی رکھنے والے تاجروں کو تحفظ مہیا کیا جائے گا دوسری طرف تاجروں نے ہڑتال کے سلسلہ میں احتجاجی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھ لی گئیں ہیں بڑے بڑے شہروں میں بینرز لگا دیئے گئے ہیں۔

○ وفاقی ایوان ہائے صنعت و تجارت کے صدر مسٹر ایس ایم منیر نے اعلان کیا ہے کہ بجٹ کے خلاف پہلے مرحلے میں ۲۶۔۲۷ جون کو کراچی سے خیبر تک مکمل ہڑتال ہو گی دوسرے مرحلے میں محاصل ٹیکس اور ڈیوٹیوں کی ادائیگی اور ریڈیو ٹیلی ویژن پر اشتہارات روک لئے جائیں گے۔

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کوئی سمجھتا ہے کہ ہم دھمکیوں سے مرعوب ہو جائیں گے تو یہ خام خیال ہے کسی سرمایہ دار کو عوامی ضروریات سے کھیلنے اور بلیک میل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

○ لاہور میں پیپلز پارٹی کے تاجروں کی تنظیم پیپلز ٹریڈرز نے بھی ۲۶۔ ۲۷ جون کو ہڑتال کی حمایت کر دی ہے۔

○ سابق وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ مہران سکینڈل کی غیر جانبدارانہ تحقیقات صرف پارلیمانی کمیشن کر ہی کر سکتا ہے انہوں نے اصرار کیا کہ انہوں نے صحافیوں کو صدر کی وہی اراضی دکھائی جو فروخت کی گئی ہے اس بنجر اراضی کی مارکیٹ میں کوئی قیمت نہیں۔

○ صدر فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ اپوزیشن غلط باتوں کو بنیاد بنا کر طوفان کھڑا کرنا چاہتی ہے۔ نواز شریف مایوسی میں نئے الزامات لگائیں گے اپنی ذات پر کیچڑ اچھالے جانے کے باوجود اپوزیشن اور حکومت کے درمیان مفاہمت کی کوشش کروں گا۔

○ مسٹر نواز شریف نے صدر لغاری کی زمین خریدنے والے چھ افراد کے کوائف جاری کر دیئے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ صدر لغاری کی زمین خریدنے والوں میں ایک یونس حبیب کا برادر نسبتی' دوسرا یونس حبیب کا ملازم' تیسرا ان کا ڈرائیور' چوتھا بھی ملازم' پانچواں قریبی ساتھی اور چھٹا یونس حبیب کا ساتھی اور بچپن کا دوست ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب خریدار جعلی ہیں۔ زمین کا سودا بھی جعلی اور کاغذی ہے۔ اصل میں سیاسی رشوت دی گئی ہے حکومت بد دیانتی کا دفاع نہ کرے۔

○ صدر لغاری اور یونس حبیب کی ایک تصویر اخبارات کو مسلم لیگ ن کے میڈیا سیل نے جاری کی ہے اس میں دونوں افراد ایک دوسرے سے بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہیں۔ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ یہ تصویر جعلی ہے اور ہانگ کانگ میں بنوائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم یہ جاننا چاہتی ہے کہ نواز شریف کے دور اقتدار میں ان کی دولت میں ۸۰۰ گنا اضافہ کس طرح ہوا۔

○ امریکی ماہرین کے مطابق بھارتی پرتھوی میزائل تین سو کلو میٹر تک اپنے ہدف کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان کی چھاؤنیاں اور اسلحہ ڈپو اس کے ہدف ہیں۔ پرتھوی میزائیلوں کے خطرے سے نبٹنے کے لئے پاکستان کو حتف میزائیلوں کا نظام بہتر بنانا ہو گا۔

○ عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی کے لئے سفارشات ۲۹ جون کو پیش کی جائیں گی۔ یہ سفارشات وفاقی حکومت کی تشکیل کردہ سب کمیٹی نے تیار کی ہیں۔

○ ایشیائی ترقیاتی بینک پاکستان میں آبادی کے اضافہ کو روکنے کے لئے ۱۰ کروڑ ڈالر امداد دے گا۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے ۷۔ ارب۔ ۷۰ کروڑ ڈالر کا سوشل ایکشن پروگرام شروع کر دیا ہے اس کا مقصد آبادی بڑھنے کی شرح کو ۷ء۲ فیصد تک نیچے لانا ہے۔ یہ سوشل ایکشن پلان ۵۔ سال کی مدت کا ہے۔

○ وفاقی وزیر قانون مسٹر اقبال حیدر نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے باہر اپوزیشن لیڈروں کی بھوک ہڑتال توہین عدالت کے مترادف ہے۔ نواز شریف پارلیمنٹ اور عدلیہ کا وقار مجروح کر کے تحقیقات سے فرار چاہتے ہیں۔

ربوہ میں میڈیکل سہولیات میں اضافہ
خالد ہسپتال
• میٹرنٹی ہوم
• لیبارٹری ٹیسٹ ماہرانہ رائے کے ساتھ
• ختنے و دیگر جراحی
• ایمرجنسی میڈیکل و سرجیکل ایڈمنز
• مریضوں کے داخلہ کی سہولت
• دل و پھیپھڑوں کے مریضوں کیلئے RESUSCITATOR
ای سی جی و آکسیجن کی سہولت۔
23- شکور پارک ربوہ فون: 212034 953

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
۱۰۔ بلال مارکیٹ (اقصیٰ روڈ)
نزد ریلوے کراسنگ ربوہ
فون نمبر: ۳۴۱ دفتر: 212320 521

پتہ

کراچی میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں
12 تا 15
حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں۔

218527
پوسٹ بکس 222 چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف
اقصیٰ چوک ربوہ فون 212388
نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
ہو الشافی
دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
پُر امید واجد علاجگاہ
ملتان میں ہر ماہ کی 25 تا 28 تاریخ کو

ربوہ میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں
5 . 6 . 7
حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں